مرزا جنگی

مصنفہ

مرزا عظیم بیگ چغتائی

ناشر

نظامی بک ایجنسی بدایوں (یوپی)

(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

طبع پنجم

قیمت ۱۲/

گفتنی

اس ڈرامے کو لکھے سولہ سترہ سال ہو گئے۔ اس عرصہ میں متعدد بار ریڈیو سے نشر کیا گیا اور اسکولوں اور کالجوں میں تو ان گنت بار اسٹیج کیا جا چکا ہے۔ چغتائی مرحوم نے یہ ڈرامہ قلم برداشتہ لکھا تھا اور حسب عادت اس کی نظر ثانی بھی نہیں کی، اس لئے ٹکنیک کے لحاظ سے اس میں اتنے سقم ہیں کہ بصورت موجودہ نہ تو اسے اسٹیج کیا جا سکتا ہے اور نہ ریڈیو پر پیش کیا جا سکتا ہے مگر اس کا پلاٹ اور طرزِ بیان اتنا دلچسپ اور لچک دار ہے کہ آسانی سے اسٹیج اور ریڈیو کی ضروریات اس میں سے پوری کی جا سکتی ہیں۔

مرزا صاحب ایک اعلےٰ درجہ کے افسانہ نگار اور اچھے ناول نویس تھے۔ صرف یہی ایک ڈرامہ (اگر اسے ڈرامہ کہا جا سکے) اُن کی یادگار ہے اور باوجود [illegible] پذیر چیز ہے۔

جولا[illegible]

[illegible] شاہد احمد دہلوی۔

افراد ڈرامہ

(۱) حضرت جانعالم بادشاہ واجد علی شاہ تاجدار لکھنؤ

(۲) وزیر اعظم

(۳) وزیر حرب

(۴) مرزا جنگی

(۵) بٹن خاں گولنداز

(۶) بٹن صاحب

(۷) پٹن صاحب

(۸) آغا صاحب

(۹) امدو حجام

(۱۰) فتو پڑوسی

(۱۱) بیگم مرزا جنگی

(۱۲) درباری، خدام وغیرہ

ایکٹ اوّل — پہلا سین

موقعہ :۔ انگریزی ایلچی سے کہا گیا ہے کہ بادشاہ سلامت کو اس شرط پر تخت سے دستبردار ہونا منظور نہیں ہے کہ کثیر پنشن ملے گی اور ہز مجسٹی کا خطاب رہے گا۔ اس الٹی میٹم کے جواب میں کانپور سے انگریزی فوج کے حملہ کا خدشہ ہے۔

بادشاہ سلامت :۔ "گوروں کی فوجیں اب کانپور سے یہ فرنگی ضرور لائیں گے"

ایک درباری :۔ "اے میں صدقے حضور کی جوتیوں کے، جہاں پناہ کا اقبال سلامت رہے، قسم ہے حضرت علمدار کی۔ ایک نہیں اگر کمپنی ہزار پلٹنیں بھیجے تو کیا ہو سکتا ہے۔ حضور کی جوتی کی کرن تو میلی نہ ہوگی۔

وزیر اعظم :۔ "تا ابد قائم رہے فرمانروائے لکھنؤ" جہاں پناہ کے اقبال کا سورج نصف النہار پر ہے، جناب امیر کی قسم یہ انوری اور حیدری وہ فوجیں ہیں جنہوں نے گرو ہجوڑا پر روہیلوں کے جوڑ جوڑ

الگ کر دیئے تو پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو پانی کا گھونٹ کر دیا۔"

وزیرِ حرب۔ "اے میں صدقے حضور پہ، انوپ تی اور حیدرآبادی تو پانی پت جیسے معرکوں کے لئے ہیں۔ پھر حضور کی فوجیں بھی حضور کے اقبال کے صدقے میں آرام کر رہی ہیں۔ حضور کے اقبال اور دبدبے کا یہ عالم ہے کانپور سے یہاں آنا تو بڑی چیز ہے، قسم ہے حضرت علیؑ کی رکاب کی کہ حضور کے اقبال اور دبدبے کا یہ عالم ہے کہ درباریوں کی طرف منہ کر کے واللہ اگر کلکتہ کی طرف منہ کر کے کوئی گورا کھڑا بھی ہو جائے تو آباؤں کے طفیل اور صدقے سے اور جہاں پناہ کے رعب سے اوندھے منہ گرے گا۔"

درباری (یک زبان ہو کر) "ماشاء اللہ! ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کیا حضور کا اقبال..... کیا حضور جہاں پناہی کا دبدبہ ہے!"

جہاں پناہ (مسکرا کر) "سنا ہے گورے روزانہ فوجی کرتب کرتے ہیں روزانہ فوجی مشق کرتے ہیں!"

وزیرِ حرب۔ "اے حضور سچ ارشاد ہے، میں نے بھی سنا ہے۔ ننا صورتیں نہ داڑھی نہ مونچھ صبح تڑکے وہاں دستور ہی نرالا ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور حکم دے رہا ہے کہ چلے جاؤ۔ فضول تھکا مارتا ہے۔ بھلا ایسی تھکی ہاری فوج کیا لڑے گی اور پھر حضور کے غلاموں سے"

اہلِ دربار۔ "اجی حضرت! یہ گورے کیا لڑ سکتے ہیں.......... واللہ ان کو تمیز کیا ہے۔ واللہ ایک ڈانٹ کے بھی تو نہیں"

(ڈراپ سین)

دوسرا سین

موقعہ۔ مرزا جنگی کا دیوان خانہ۔

(نوٹ:۔ مرزا جنگی بکھے نہیں، غنغنے نہیں کھنچھنے نہیں، لیکن آواز میں کچھ ایسا اثر ہے کہ باتیں کرتے ہیں نون غنہ ساری فضا میں مسلط ہوکر رہ جاتا ہے۔ مرزا جی کی صحیح آواز کا اندازہ اگر آپ لگانا چاہیں تو لازمی ہے کہ حرف "ف" یا "ب" کو اس طرح ادا کریں کہ شروع سے لیکر اخیر تک نہ صرف نون غنہ پیوست اور حروف کیساتھ یک جان معلوم ہو بلکہ کچھ کچھ ہانپے ہونے کی چاشنی بھی بدرجہ اتم موجود ہو۔ ان دونوں باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کئے بغیر اگر کسی نے ڈرامہ کیا تو ٹھیک نہیں، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ تمام حروف میں نون غنہ بسا ہوا ہے اور ہانپے ہونا چاہئے۔ مرزا جنگی خضاب کا ڈھاٹا باندھے بٹیر کی ٹانگیں منہ میں لئے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ اور نبن صاحب اور ٹپن صاحب پنجہ لڑا رہے ہیں کہ ببن خاں گولندانہ کیمپ سے آتے ہیں)

ببن خاں: واللہ... تمہیں اللہ ٹپن صاحب... کیا اچھی ماری ہے لوہے کا پنجہ ہوتا ٹوٹ جاتا۔ مگر شاباش ہے ٹپن صاحب کی انگلیوں کو...!!

دونوں پنجہ لڑانا چھوڑ کر "آداب عرض..... کرنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں)

نبّن صاحب "بتّن صاحب سے ہاتھ ملانا کوئی معمولی بات ہے ...... وہ لوچ ہے کہ واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فولاد ہے کہ تڑا لچک رہا ہے!"

بتّن صاحب (جھک کر) "آداب عرض..... آداب عرض! اجی حضرت بس کبھی ہاتھ ملا لیتا ہوں ورنہ چھوڑ ہی چکا ہوں مگر قبلہ آپکا ہاتھ ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیر کی کلائی میں پنجہ نصب ہے، واللہ وہ پھبتی دی ہے کہ الاماں"!

مرزا جنگی "اجی حضرت وہ شیر افگن کا انتقال ہو گیا"

بتّن صاحب (چونک کر) "انا للہ و انا الیہ راجعون، واللہ...... کب؟ غضب ہو گیا..... ابھی تو چار کشتیاں ماری تھیں آخر اللہ کی مرضی ..... تو پھر آغا صاحب کے یہاں انھیں پُرسا دینے بھی جانا ہے..... اجی حضرت واللہ میں بھی عجیب آدمی ہوں۔ بھئی تمہارے سر کی قسم ذرا غور تو کرو کہ آئے تھے گھر سے کچھ گوروں کی باتیں اور..... اماں..... کچھ اور بھی سُنا کمیاران صاحب نے کہلا بھیجا تھا کہ نصیب اعدا..... گوروں سے لڑائیاں ہونگی، تو میں ٹھیک رہنا چاہئیں..... ذرا غور کرو کہ ایک توپ وہ ہنس راج اُس میں تو بلی نے بچے دئے ہیں، یہ سنتے ہی چھوٹی لڑکی فیل مچانے لگی، دوسری توپ ہنی میں بٹیر دن کا دانہ رکھا ہے اور تیسری "جنگیا" ہے۔ انہیں پچھلے دنوں کی بات ہے کابک ٹوٹ گئی، میرے گرہ باز رہتے ہیں۔ اور چوتھی میں گھر والی کی بلی بچا کر رکھی ہے اب بتّن صاحب تمہیں بتاؤ کونسی توپ خالی ہے میرے پاس جو گوروں کیلئے

نکلوا آتا پھر بند، نہ معلوم کس طرح تو دیوانخانہ میں ہی اندر دھکیل کر قرینہ سے پہنچوائی ہیں۔"

مرزا جنگی۔ "لاحول ولا قوۃ! نہ گورے نہ کالے۔ خاک۔ کہاں کہاں کی ہانکتی ان لوگوں کو سوجھتی ہیں۔ کہو بھلا گوروں کی شامت آئی ہے جو لکھنؤ کا رُخ کریں گے۔ مہینوں سے سن رہے ہیں کہ اب آتے ہیں اور اب آئیں گے مگر نہ نام نہ نشان۔ اجی حضرت ہم تو خود کہتے ہیں کہ ذرا ہمارے دل کی بھی نکلے ذرا ہم بھی تو اپنی تلوار نیام سے کھینچیں۔"

ننّن صاحب۔ "میری سمجھ ہی میں نہیں آتا، واللہ یہ گورے کیا خاک لڑتے ہوں گے۔ واللہ اگر کہیں آجائیں تو ذرا لطف ہی رہے۔"

پتّن صاحب۔ "سنا ہے کہ زیادہ تر بندوقوں سے لڑتے ہیں۔"

مرزا جنگی۔ "لاحول ولا قوۃ..... زنانے کہیں کے جبھی تو کمبخت ڈاڑھی مونچھیں نہیں رکھتے۔ لاحول ولا قوۃ۔ اجی حضرت وہ تو ہمیں بھی حکم ہوا تھا کہ بندوقیں چلاؤ۔ پہلی ہی دفعہ میں ڈاڑھی میں چنگاری پڑ گئی۔ لاحول ولا قوۃ وہ بھی ہتھیار کیا جس کے لئے ڈاڑھی مونچھیں صاف کرا کے زنانہ بن جائے۔ دیکھو بندوقچیوں کو معلوم ہوتا ہے زنانوں کی فوج چلی جا رہی ہے، لاحول ولا قوۃ، بندہ تو تیر تلوار کا قائل ہے۔"

بنّن خاں۔ "تو پھر چلئے حضرت ذرا آغا صاحب کے یہاں پر سامنے آئیں۔"

۱؎ خدا جانے کا پرانا مخفف ۲؎ توڑے دار بندوقوں کے فلیتوں کی وجہ سے بندوقچی ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے ورنہ اکثر جل جاتی تھیں ۱۲۔

مرزا جنگی:۔ ابھی آیا بس انگرکھا پہن آؤں۔" (اندر جاتے ہیں۔ باہر انتظار ہو رہا ہے اور جب دیر ہو جاتی ہے اور مرزا جنگی باہر نہیں آتے تو بنن خاں آواز دیتے ہیں)

بنن خاں:۔ اجی حضرت مرزا صاحب..... کیا گھر کے ہی ہو گئے......"

(مرزا صاحب انگرکھا ہاتھ میں لئے چیں بہ جبیں نکلتے ہیں اور اس کی جیب دکھا کر کہتے ہیں)

مرزا جنگی:۔ "نہیں ، اللہ دیکھو تو سہی، گھر والی سے بھی ناک میں دم ہے۔"

بنن صاحب:۔ "جیب کون کتر گیا؟"

مرزا جنگی:۔ "اماں وہی چوہے، اللہ بھر گھر میں سے تو ناطقہ بند ہے۔ کل کا ذکر ہے شام کو بنو صاحب کے یہاں سے آئے جیب میں ایک پرسوں کا کوفتہ پڑا ہوا تھا کھٹیا پر انگرکھا ڈال دیا، چوہے کاٹ گئے اور گھر میں سے کسی کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اٹھا کر رکھتیں بھی۔"

بنن صاحب:۔ "تو کیا پھر اس وقت نہیں چلنا ہے؟"

مرزا جنگی:۔ "چلنا کیوں ہے، اماں دوسرا انگرکھا نکالا ہے۔ ذرا آستینیں چنی جا رہی ہیں۔ بس اب چلتے ہیں۔"

(تھوڑی دیر کے بعد مرزا جنگی انگرکھا پہن کر سب کے ساتھ آغا صاحب کے یہاں پرسا دینے کو روانہ ہو جاتے ہیں)

(ڈراپ)

تیسرا اسین

موقعہ - آغا صاحب کا دیوان خانہ -

(آغا صاحب مسند پہ ملول اور کبیدہ خاطر خاموش بیٹھے ہوئے ہیں - پانچ چھ شخص پُرسا دینے آئے ہیں - اتنے میں مرزا جنگی اور بتن صاحب پُرسے کیلئے پہنچتے ہیں - بس آداب عرض ، آداب عرض بیٹھ جاتے ہیں - خاموشی ہے)

مرزا جنگی "آج مجھ سے بتن صاحب نے کہا تو مجھے یقین نہ ہوا"۔

بتن صاحب "حضرت وہ بات ہی ایسی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایک دم سے......"

بتن صاحب - "ہاں یہ تو مشیت ایزدی ہے ، سوائے صبر کے کیا چارہ ہے - اس کے کار خانے ہی نرالے ہیں - کیا کیا جوان پل بھر میں چت ہو جاتے ہیں...... حضرت ! دس دن ہوئے ہوں گے زیادہ سے زیادہ ...... جن لوگوں نے دیکھا ہے انہی سے پوچھئے کہ شیدی بہرام سا کڑیل اور دیو ہیکل چٹکیوں میں ختم ہو گیا"۔

مرزا جنگی "سنتے ہیں کہ پانچ دس منٹ بھی تو نہیں لگے اور شیدی بہرام ختم ہو گیا"۔

آغا صاحب۔ (لبسورتی ہوئی آواز) "شیدی بہرام کو مرنے سے آدھ گھنٹے پہلے خود میں نے دیکھا تھا"

تین صاحب "اجی حضرت، ملک الموت پر کس کا بس ہے"

مرزا جنگی۔ "آپ نے شیر افگن کو تو دیکھا ہی ہوگا دگھنیاں اٹھا کر یہ سینہ تھا"

پتن صاحب "شیر کا سا کلہ تھا" اپنے دونوں رخساروں سے فٹ فٹ بھر فاصلہ پہ ہاتھ پہنچا کر!

ایک صاحب "حضرت جبڑا اور کلہ تو دیکھنے ہی کا تھا"

دوسرے کوئی اور "پھر طاقت اور قوت!"

مرزا جنگی "بس دشمن سے پوچھئے۔ واللہ!"

دوسرے کوئی اور "اجی قبلہ بات دراصل یہ ہے کہ اصل چیز ریاض اور راتب ہے، کیا منہ ہے کسی کا جو آغا صاحب کی برابر خرچ کر سکے، ایک ایک کشتی کی تیاری پہ ڈھائی ہزار تین ہزار خرچ آتا تھا چودہ چودہ استاد! ایک سے ایک ہنرمند، اور پھر ڈیڑھ ڈیڑھ سے دو دو قتہ راتب جس کی یہ خاطر اور خدمت ہو اس کی طاقت کا حضرت پوچھنا ہی کیا ہے"

آغا صاحب "اجی قبلہ میں نے شیر افگن پر اس دو سال کے عرصہ میں اٹھائیس ہزار روپیہ خرچ کر دیا"

مرزا جنگی "حضرت آخر یہ صدمہ جانکاہ کس طرح پہنچا یعنی ناگہ

؎۱ یہ مبالغہ کی باتیں نہیں ہیں!!-

مرزا جنگی
کمبخت قضا نے آخر کس طرح آپ پر ستم ڈھایا اور کس طرح یہ حادثہ جانگدز وقوع پذیر ہوا؟"

آغا صاحب (رونے کے لہجہ میں) "حضرت بس نہ پوچھئے ...... بات دراصل یہ ہوئی، شیر کے دل کی یخنی میں نے پرسوں تیار کرائی تھی۔ رات کو سہ آتشہ یخنی آئی۔ میں نے خود اپنے ہاتھ سے دو گھونٹ پلائے۔ اس سے زیادہ نہیں پلانا چاہتا تھا ورنہ گنجائش تھی۔ میں تو حضرت یخنی الماری پر رکھنے لگا کہ ایک دم سے کالی بلی سامنے سے جھپٹ لے گئی۔"

پٹن صاحب۔ (صدمہ سے اُچھل کر) "ارے غضب ہوگیا ...... پھر حضرت چھڑانے کی کوشش نہیں کی؟"

آغا صاحب (آنسو پونچھتے ہوئے) "اجی حضرت میں دوڑا ہوا باہر دروازے تک گیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ سوائے اسکے ایک راہگیر نے البتہ کہا کہ ایک بلی بٹیر لئے ہوئے اس طرف گئی ہے۔ بہت تلاش کیا لیکن سوائے دو تین پروں کے مرحوم نے کچھ نشانی تک نہیں چھوڑی۔

.... ی .... " (رقت آمیز لہجہ میں)

(آغا صاحب پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں اور لوگ صبر کی تلقین کر رہے ہیں)

مرزا جنگی: "اجی حضرت واللہ"

پٹن صاحب: "قبلہ ...... صبر کیجئے"

ننّن صاحب: "مشیت ایزدی میں کیا چارہ ہے حضرت

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واللہ"

مرزا جنگی "ذرا دل کو تھامئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قبلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صبر کیجئے!"

آغا صاحب (روتی آواز میں مرزا جنگی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر، مرزا صاحب صبر نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کسطرح دل چیر کر دکھاؤں کلیجہ شق ہوا جاتا ہے، واللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (رقت آمیز لہجہ میں)

مرزا جنگی "صدمہ ہی ایسا ہے حضرت! خدا آپکو صبر عطا فرمائے!"

آغا صاحب "دنیا اندھیر ہے (روتے ہوئے) دنیا اندھیر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قمیص ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی ہے!"

(چھت پر سے ایک بلی گرتی ہے اور آواز نکلتی ہے مجمع میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور بزم مجلس درہم برہم ہو جاتی ہے اور لوگ طرح طرح کی خوفناک آوازوں کے ساتھ چلاتے ہیں واللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈرو غ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لینا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تلوار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لکڑی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوڑنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پکڑنا جانے نہ پائے۔ سب کے سب جو جس کے ہاتھ میں آتا ہے لے کر بلی کے پیچھے دوڑتے ہیں)

(ڈراپ)

ایکٹ دوم پہلا سین

(ایک کمرے کے اندر بلی گھری ہوئی ہے باہر
سب لوگ مشورہ کر رہے ہیں)

مرزا جنگی

بتن صاحب:- اجی حضرت! یہ بلی ہے۔ مذاق نہیں ٹینٹوا دبا لیتی ہے۔

آغا صاحب:- واللہ مذاق نہ سمجھئے گا آپ نے سنا نہیں ؎ نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود ⁂ برآرد بچنگال چشم پلنگ بلی کو مارنے میں آنکھ اور گلے کا خطرہ بہت ہوتا ہے۔

ننن صاحب:- اجی حضرت سنا تو ہم نے بھی یہی ہے کہ تنگ آکر بلی ٹینٹوا پکڑتی ہے تو پھر نہیں چھوڑتی.......... واللہ

بتن خاں:- ہاں ہم بتائیں تمہیں واللہ...... یہ کرو کہ بہت سے کپڑے ہم سب لوگ اپنی اپنی گردنوں میں لپیٹ لیں اور پھر اسے مار ڈالیں۔

(آغا صاحب نوکر کو آواز دیتے ہیں اور وہ بہت سے کپڑے اور گودڑ لاتا ہے اور سب لوگ اپنی اپنی گردنوں میں لپیٹ کر کمرے میں گھس جاتے

ہیں۔ بلی کو ڈھونڈتے ہیں تو ایک چھوٹی سی الماری
میں اُسے چھپا ہوا پاتے ہیں۔ سب لوگ جا کر
گھیر لیتے ہیں)

آغا صاحب: "مارئیے قبلہ اُسے"

مرزا جنگی: "اجی حضرت! آپ ہی لیجئے نا تکلف کا ہے کا؟"

آغا صاحب: (مرزا جنگی سے) اجی حضرت! واہ آپ ...... آپ"

مرزا جنگی: (ممن صاحب سے) لیجئے حضرت! تلوار دیتے ہوئے) واللہ آپ"

ممن صاحب: "اجی حضرت واللہ آپ"

آغا صاحب: (مرزا جنگی سے) واللہ مرزا صاحب! آپ تو تکلف کرتے ہیں۔ حضرت لیجئے بھی"

(غرض جب اچھی طرح اجی حضرت آپ، اجی حضرت آپ ہو چکی تو سب مرزا جنگی سے کہتے ہیں کہ آپ ہی لیجئے تو مرزا جنگی اس کو اس طرح قبول کرتے ہیں)

مرزا جنگی: آداب عرض (سب کو سلام کر کے تلوار لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں) خیر آپ سب صاحبان تو تکلف کرتے ہیں"

(یہ کہہ کر مرزا یا علی کہکر تلوار سونت کر پینترے بدلتے ہیں اور بلی کے اوپر آخر میں ایک وار کرتے ہیں جو بجائے

بلی کے الماری کی کگر پر لگتا ہے، اُسکے لگتے ہی غلغلہ
تحسین بلند ہوتا ہے اور ایک زبان ہو کر سب لوگ
کہتے ہیں)

سب لوگ " اے سبحان اللہ"
پتن صاحب ۔ (اُچھل کر) واللہ مرزا صاحب کیا بال بال بچی ہے"
نتن صاحب " کمال کر دیا ہے۔ واللہ"
مرزا جنگی (دوا پنے ہاتھ سے تلوار بائیں ہاتھ میں لے کر) آداب
عرض ہے، آداب عرض ہے" (چوطرفہ کی تعریف کا جواب سلاموں
سے دیتے ہیں)
پتن صاحب " اب مرزا صاحب جلدی کیجئے"
مرزا جنگی " میں بلی کو بیٹھے اب کیا ماروں، اس کی جگہ مارتا ہوں
اور الماری سے کودتے میں چورنگ کروں گا"

(مرزا صاحب پینترا بدل رہے ہیں، اُدھر پینترا بدل کر
مرزا صاحب نے تلوار کی نوک بلی کے منہ کے سامنے
کی اور اُسے بھبکی دے کر بارا اور اِدھر وہ غوں فش
کر کے مجمع پر پھاند کر نکلی اور اُدھر مرزا جنگی نے "واللہ"
کہکر وار جو کیا تو وہ خالی گیا۔ بلی بھاگ گئی)

نتن صاحب " کیا ہاتھ دیا ہے!"
پتن صاحب " بال بال بچی واللہ......"

آغا صاحب:۔ واللہ کیا کمال دکھایا ہے۔ رستم و اسفندیار کے افسانے گرد ہو گئے آج۔

ببن خاں:۔ بھئی مرزا تمہیں واللہ ...... سبحان اللہ!

(مرزا صاحب تلوار بائیں ہاتھ میں لیئے چہار طرف جھک جھک کر آداب آداب کر رہے ہیں اور ہر چہار طرف سے واللہ، سبحان اللہ کیا ہاتھ تھا، وغیرہ ہو رہا ہے)

(ڈراپ)

دوسرا سین

دربار شاہی:۔ تین گنوار پکڑ کر شہر سے آئے ہیں جنھوں نے یہ افواہ اڑا رکھی تھی کہ گوروں کی فوجیں علاقے پر قبضہ کرتی چلی آتی ہیں، شہر میں پلٹہ ہونے پر یہ پکڑے گئے اور دربار شاہی میں پیش ہوئے وہاں اُنھوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ان کے گاؤں سے تین میل فاصلے سے ہو کر انگریزی فوجیں لکھنؤ کی طرف کوچ کرتی گذری ہیں۔ ادھر اُنھوں نے یہ کہا اور اُدھر ڈپٹ کر وزیر اعظم بولے۔

وزیر اعظم:۔ حضور ان کی زبانیں کٹوانی چاہئیں!

وزیر حرب:۔ ان ملعونوں کو اس گستاخی کی پاداش میں زندہ

چنوانے کا حکم صادر فرمایا جائے"

ایک درباری "جہاں پناہ کا اقبال سلامت رہے، قسم ہے جناب امیر کی یہ تینوں بالکل جھوٹے ہیں۔ اقبال شاہی سے مذاق۔ چہ!"

دوسرا درباری "حضور کی جوتیوں سے یہ نمک خوار صدقے جائے کو تعجب تو یہ ہوتا ہے (دوسروں کی طرف مخاطب ہو کر) واللہ یہ لوگ ایسی باتوں کو مان کیوں لیتے ہیں"

وزیر اعظم "واللہ حضور ذرا غور فرمائیں کہ بندہ کی تو عقل نہیں کام کرتی کہ لوگ خیال ہی کیسے کر سکتے ہیں کہ گورے اِدھر کا رُخ بھی کریں گے"

وزیر حرب "جہاں پناہ ان تینوں گستاخوں کو اس عجیب و غریب گستاخی کی پاداش میں زندہ چنوانے کا حکم دے دیا جائے"

بادشاہ سلامت "بیشک یہ اِسی سزا کے مستحق ہیں"

(تینوں گدی ہاتھ جوڑ کر دوزانو ہو کر عفو تقصیر کراتے ہیں اور بادشاہ کو دعائیں دے کر پھر کہتے ہیں کہ "ہم جھوٹ ناہیں بولت ہیں")

وزیر اعظم (ڈانٹ کر) گستاخو! چپ رہو۔ چوبدار!"

(چوبدار بڑھتے ہیں اور انھیں پکڑ لے جاتے ہیں)

وزیر اعظم "ابھی ابھی اِن تینوں کو لیجا کر راج مزدوروں کو بلوا کر زندہ چنوا دو"

(چوبدار تینوں کو لے کر باہر نکلتے ہیں اور فی کس ڈیڑھ آنہ

لے کر چھوڑ دیتے ہیں)

(ڈراپ)

تیسرا سین

(شاہی محل کے دروازے پر تین چودھری اور چار تعلقدار مع اپنے مختصر سپاہیوں کے آکر دُہائی دیتے ہیں کہ دُہائی ہے حضور بادشاہ سلامت کی، گوروں نے شمالی علاقہ لوٹ لیا، گاؤں پر قبضہ کر لیا اور بھاگا بھاگ لکھنؤ کی طرف ڈبل مارچ کرتے آرہے ہیں۔ وزیر اعظم اور وزیر حرب کو اطلاع ہوتی ہے اور دوڑ کر آتے ہیں۔ ان کو چپ کر کے بھگا دیتے ہیں اور طے ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت کے گوش گذار کرنا چاہیئے۔

دربار منعقد ہے اور بادشاہ سلامت مع درباریوں کے جلوہ افروز ہیں۔ بادشاہ سلامت اور وہ بیویاں بھی ہیں اکھاڑا جما ہوا چھوڑ کر محض تھوڑی دیر کے لئے آئے ہیں)

وزیر اعظم (ایک درباری کی طرف مخاطب ہو کر گویا بادشاہ سلامت کو سنانے کے لئے) "اجی حضرت وہ کچھ فرنگیوں اور گوروں والا لطیفہ بھی سنا؟ واللہ رہیگا۔ تو ذرا لطف"

ایک درباری (تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے) "اجی حضرت کیا ہوا؟"

وزیر اعظم۔ "ہو اکیا واللہ فرنگیوں کی شامت آگئی۔ موت کے منہ میں کود رہے ہیں، واللہ، واللہ"۔

دوسرا درباری۔ "گورے بھی عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہیں"۔

وزیر اعظم۔ "واللہ! اجی حضرت وہی مضمون ہے کہ چیونٹی کے پر نکل آئے"۔

تیسرا درباری۔ "اجی حضرت! جہاں پناہ کی جوتیوں کی کرن کی قسم، ذری ان کی عقلیں تو ملاحظہ ہوں، سنتے تھے کہ فرنگی ذات بڑی عقلمند ہوتی ہے۔ مگر تجربے سے کچھ اور ہی پتہ چلا"۔

وزیر حرب۔ "کسی نے سچ کہا ہے کہ گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے اور فرنگی کی موت آتی ہے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

سب لوگ (یک زبان ہو کر) "لکھنؤ کی طرف"۔

(بادشاہ سلامت مسکراتے ہیں)

بادشاہ سلامت۔ "پھر کیا انتظام کیا ہے؟"

ایک۔ "جہاں پناہ توپ خانہ بھیجا جائے گا اور گوروں کو بھک سے اڑا دے گا"۔

دوسرا۔ "اجی حضرت ہمارے تلنگے تاک تاک کے وہ گولیاں دیں گے کہ گوروں کی قسمت ہی پھوٹ جائے گی قسم جناب امیر کی نہ ہمارے تلنگے گوروں کو اپنی باڑھوں سے صاف کر دیں تو میرا ذمہ"۔

تیسرا۔ "اجی قبلہ! جہاں پناہ کے حکم کی دیر ہے۔ بس حیدری

اور انوری گوروں کے چھکے چھڑا دیں گی۔"

وزیر اعظم "قسم ہے جناب امیر کی جہاں پناہ کے بس حکم کی دیر ہے۔"

بادشاہ سلامت ۔ وزیر حرب ہی تم بتاؤ تمہاری کیا تجویز ہے؟"

وزیر حرب (مجرا اور آداب بجا لاکر) "تا ابد قائم رہے فرمانروائی لکھنو (سب یک زبان ہوکر۔ آمین ثم آمین کہتے ہیں) جہاں پناہ کا اقبال سلامت رہے، ایاموں کا سایہ رہے۔ اس نمک خوار نے تجویز کرلی ہے۔ لیکن (ہاتھ جوڑ کر) بس ایک خیال ہے۔"

بادشاہ سلامت "وہ کیا...... انوری و حیدری کافی ہونگی؟"

وزیر حرب۔ "میں صدقہ حضور کی جوتیوں کے انوری اور حیدری کو بھیج کر کیا کروں گا؟"

بادشاہ سلامت۔ "توپ خانہ ہی کافی ہوگا؟"

وزیر حرب۔ اے حضور بھلا توپوں کی کیا ضرورت ہے ایک ہی ایک "جم دکاران" توپ ہے، بچے دہل جائیں گے حضور کی سمع خراشی ہوگی شہر والے چونک پڑیں گے، بہادر لوگ اچھل پڑیں گے، توپ خانے کا کیا ہوگا؟"

بادشاہ سلامت "پھر کیا ارادہ ہے، کیا رسالہ بھیجو گے؟"

وزیر حرب۔ اے حضور گھوڑوں کے ٹاپوں سے گرد کا طوفان اٹھ آئے گا۔ سب کے کپڑے میلے ہوجائیں گے، سانس گھٹ جائیگی

آنکھوں میں دھول پڑ جائے گی۔ پاؤں میں حرکت بھر جائے گی۔"

بادشاہ سلامت: (مسکرا کر) اچھا جی، جیدی نہیں بھیجے، توپ خانہ نہیں بھیجے، رسالہ نہیں بھیجے، پھر آخر کیا تجویز ہے؟"

وزیر حرب: (آگے بڑھ کر) حضور والا، جہاں پناہی سلامت، یہ چوری چوری کا شور، یا فوجیں، توپ خانہ اور رسالے جاتے فوجوں سے لڑنے، کہ حضور والا یہ گوروں کے انجیرہ کر بھگاتے۔ اس خانہ زاد کی تجویز یہ ہے کہ شہر والوں کو البتہ تکلیف ہوگی، مگر مجبوری ہے۔ چھڑ کر ہانکنے والوں سے بھٹے بانس خریدے جائیں گے اور شہر کی جہترانیوں کو دیئے جائیں گے کہ جو ہٹی کے میدان[۱] پہ بار بار گوروں کو نکال دیں۔"

سب درباری: (ایک زبان ہو کر) واللہ .... سبحان اللہ .... حضور کا اقبال ہے .... یہ گورے ہیں کیا بلا ..... جہترانیاں ہی کافی ہیں ..... سبحان اللہ"

(چاروں طرف سے نعرہ ہائے تحسین کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے، اور وزیر حرب چاروں طرف گھوم گھوم کر آداب عرض، آداب عرض اس طرح کر رہے ہیں کہ بس گردن جھکی ہوئی ہے اور ہاتھ کے پنجے میں کمانی لگ گئی ہے)

(ڈراپ)

---

۱ یہ میدان لکھنؤ اور کانپور کے درمیان ہے۔

چوتھا سین

(سٹرک بازار)

ڈھنڈورا پیٹنے والا۔ "کھلک کھدائے...... ملک بادسائے کیار...... حکم کمپی ان بہادر کیار...... انبری۔ جیاری اور تمام بادساہی بھوجیں گورن کا کاٹ کوٹ کے ڈار دیں"!

(ڈگڑم دھم گڑم دھم)

"کھلک کھدائے...... ملک بادسائے...... حکم کمپی ان صاحب کیار...... انبری...... جیاری...... توپخانہ...... بھوجیں...... سب کے سب کل سام تلک رمانہ ہو جائیں...... گورن کا مار کاٹ کیہان۔ بہتائے دیں"! (ڈگڑم دھم گڑم دھم)

"کھلک کھدائے...... ملک بادسائے...... حکم کمپی ان بہادر کیار...... کونوں گورواچے پائے چن چن کے تون مارا جائے"!

(ڈگڑم دھم گڑم دھم)

(مرزا جنگی اور رتن صاحب وہاں سے بھی گذرتے ہیں، مرزا جنگی اپنی خاص وضع سے ہیں، دونوں ہاتھوں میں بٹیریاں ہیں اوپر رومال پڑے ہوئے ہیں)

مرزا جنگی۔ "اجی حضرت! واللہ ذرا یہ نرالا حکم ملاحظہ ہو"۔

ا۔ یہ زبان خاص لکھنؤ کے اُس طبقہ کی ہے جس کا فرد عموماً ڈھنڈورا پیٹتا ہے ۱۲۔

ننّن صاحب:۔ "واللہ...... گویا پتّو صاحب سے پرسوں کیلئے جیپانی کا طے ہوا ہے وہ یونہی رہا؟"

پتّن صاحب:۔ "تمہیں واللہ ذرا اس انتظام کو دیکھو کل شام تک سب روانہ ہو جائیں! گویا پرسوں کی پالی ہی نہ ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔"

مرزا جنگی:۔ "اماں بکتے ہیں، واللہ ذرا غور کرو کہ ہم سب لوگ اگر کل ہی گوروں کی طرف روانہ ہو جائیں تو پتّو صاحب یہی کہیں گے کہ بھگوڑے تھے میدان چھوڑ گئے۔ منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔"

ننّن صاحب:۔ "پھر علاوہ اس کے حضت بندہ تو تیار ہی نہیں ہو سکتا، دھوبن کپڑے نہیں لائی۔ ایک دم سے جو گھر جا کر کہیں گے تو واللہ بگ بگ رہیں یہی کہیں گی کہ مجھ سے دن کے دن کچھ نہیں ہو سکتا۔"

(ڈراپ)

پانچواں سین

وہ ہفتہ بھر گذر چکا ہے جب یہ ڈھنڈورا پٹا تھا۔ گوروں کی فوج کی آمد آمد کا غل ہے۔ مرزا جنگی کمپیاں بہادر سے مل کر اس مہم کا پورا ذمہ خود لے چکے ہیں۔ اور افسر اعلٰے مقرر ہوئے ہیں کہ

جیسے جی چاہے، جس انتظام سے چاہیں حملہ کو
روکیں، کُل فوج کو تیاری کا حکم دے دیا ہے
اور خود بھی تیاری میں مشغول ہیں)

موقعہ (مرزا جنگی کا دیوان خانہ۔ سب لوگ بیٹھے ہوئے
ہیں کہ فتو آتا ہے۔)

مرزا جنگی: "اماں فتو، ذری اماں پٹو کو لپک کر بکڑ تو لاؤ، کہنا کہ مرزا
صاحب بُلاتے ہیں۔ کل گوروں کی لڑائی پہ جا رہے ہیں۔ خط بنا جائے"۔

(فتو بہت اچھا کہہ کر جاتا ہے)

نبن صاحب: "اجی حضرت! خضاب بھی تیار کرا لیا؟"

مرزا جنگی: "واللہ تم بھی کیا باتیں کرتے ہو۔ کل جا رہے ہیں اور
خضاب تیار نہ کراتے، تم اپنی تھیلیاں بھی لے چلنا۔ پٹو صاحب
سے بھی میں نے کہہ دیا ہے۔ وہ بھی پہنچ جائیں گے۔ ورنہ آدمی کا بکس
لے کر پہنچ جائے گا"۔

(سامنے سے چمن گذرا تو مرزا جنگی پکارتے ہیں)

مرزا جنگی: "اماں چمن ——— اماں چمن"

(وہ دیکھتا ہے۔ یہ ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں
اور وہ آجاتا ہے)

چمن: "اجی کہتا ہوں کہ میرے پاس کوئی انگرکھا ہی نہیں"

۱؎ اس میں سا بیٹر رہتا ہے ۱۲۔

مرزا جنگی "اماں ہم دیا ئیں گے، تم کہہ دینا اس سے (نبن صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) اجی قبلہ! میری تو یہی کوشش ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بٹیر دل کے شوقین سب ہی ساتھ ہوں۔"

(امامو نائی آتا ہے اور سلام کرتا ہے)

مرزا جنگی (امامو سے) "لے بھائی امامو آج ذری جی لگا کر خط بنانا۔ دیکھو نا ہم گوروں کی لڑائی پر جارہے ہیں اور سب کام ہمارے ہی سپرد ہے۔ ذری ایسا خط بنانا کہ ہماری صورت دیکھتے ہی گوروں کے اوسان خطا ہو جائیں۔"

امامو "اجی حضور بس ایسا لیجیے کہ آپ سا جوان لکھنؤ بھر میں کوئی نظر نہ پڑے۔ اور آپ کو دیکھتے ہی گورے کی جان سوکھ جائے۔"

نبن صاحب "اجی حضرت ڈاڑھی اور مونچھیں ایک جھبر ترشوا دیں نا۔"

امامو "جی ہاں بس یہی ٹھیک ہے پھر اس پر خضاب اس استادی سے باندھا ہو کہ بس دیکھا کیجیے۔"

(امامو خط بنا رہا ہے)

نبن صاحب "اجی قبلہ! کیا واقعی توپخانہ ساتھ چلے گا؟"

(خط بن رہا ہے اور نائی قریب قریب انھیں چت کیے دے رہا ہے، بول نہیں سکتے۔ لہٰذا ایک ہنکاری سے کام لیتے ہیں، آئینہ دلہنے ہاتھ میں چہرے

سے گز بھر دور رہتے ہیں)

مرزا جنگی :۔ اوں ہونہہ" (یعنی نہیں)

(نائی پینترا بدلتا ہے۔ آئینہ ہاتھ میں ہے مگر دیکھ
نہیں رہے ہیں)

مرزا جنگی ۔ اجی قبلہ! میں تو بس گنے چنے بہادر لے جاؤں گا۔
نہ مجھے توپچیوں کی ضرورت اور نہ گولہ اندازوں کی"

(پھر نائی چپت کئے دے رہا ہے)

پنّن صاحب :۔ ہم لوگ اس موقعہ پر اپنی بندوقیں بھی لے
چلیں یا رہنے دیں"

(مرزا جنگی اس موقع پر آئینہ دیکھتے ہیں
اور ایک طرف کی مونچھ بے طرح کٹی دیکھکر
پھاندتے ہیں)

مرزا جنگی :۔ "ابے حجامت اللہ! یہ تو نے کیا کیا"

امارش ۔ "کیوں حضور کیا ہوا؟"

مرزا جنگی ۔ (امارو کو لات مار کر) "مردود کی تو نے مونچھ اڑا دی
اور کہتا ہے کیا ہوا۔ ٹھہر تو جا تیری حجامت اللہ کی! ابھی تجھے قتل
کئے دیتا ہوں بدمعاش موذی"

لپک کر اندر تلوار لینے جاتے ہیں۔ اور ادھر
امارش غائب۔

مرزا جنگی (تلوار ہاتھ میں) کدھر گیا وہ بد معاش نائی کا بچہ پکڑ لاؤ............ واللہ ننّن صاحب! اب میں کیا کروں .... واللہ"

ننّن صاحب: "غضب کا بد معاش ہے، تو باتوں ہی باتوں میں لگا تھا"

پتّن صاحب: "واللہ بڑا شریر ہے۔ ایک سرے سے اس نے بالکل ہی مونچھ کاٹ دی"

مرزا جنگی (آئینہ دیکھ کر اور سر پکڑ کر) اب کیا ہو...... اور تو کچھ نہیں حضرت! کوئی گورا مجھے تکا تو کیا کہے گا؟"

ننّن صاحب: "اب سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ دوسری طرف کی بھی کتر دی جائے"

مرزا جنگی (آئینہ پھر دیکھ کر) واللہ بس یہی جی چاہتا ہے کہ خودکشی کر لیں، اب کیا فائدہ لڑائی پر جانے سے۔ کیا کسی کو منہ دکھائیں۔ ایسے موقع پر نوک پلک سے درست ہونا چاہیئے نہ کہ چال اس اماں کو مار ڈالوں گا۔ واللہ!"

(یہ کہکر تلوار لے کر لپکتے ہیں۔ اور ننّن صاحب

و پتّن صاحب پکڑ لیتے ہیں)

ننّن صاحب: "اجی حضرت جانے دیجئے۔ اجی واللہ!"

مرزا جنگی (زور کرتے ہوئے) "مجھے چھوڑ دو! میں اُسے مار ڈالوں گا۔ واللہ!"

پٹن صاحب:- "اجی قبلہ......"

مرزا جنگی:- "جی نہیں واللہ......"

(اسی کشمکش میں پردہ گرتا ہے)

چھٹا سین

(مرزا جنگی کا زنانخانہ: مرزا جنگی مونچھ کٹنے کے افسوس میں پلنگ پر پڑے ہوئے ہیں)

بیگم جنگی:- "ذری اُٹھو بھی تمہیں ہماری قسم، اسی طرح پڑے رہو گے تو موئے گورے گھس آئیں۔"

مرزا جنگی:- "اب کیا اُٹھیں ہم، بس یہی جی چاہتا ہے کہ کچھ کھا کر سو رہیں!"

بیگم جنگی:- "تم یونہی پڑے رہ گئے تو گوروں موؤں کو کون روکے گا۔ کسی اور میں کچھ اتنا بوتہ بھی نہیں۔ وہ تو تمہیں سے ڈر کے بھاگیں گے۔ قسم جناب امیر کی جو ذری تم نہ جاؤ تو بڑی گھڑی پکھنٹو پر آ جائے!"

مرزا جنگی (مسکرا کر) "یہ تو ہم جانتے ہی ہیں، آخر نہ کیسے جائیں گے۔ مگر تم خود ہی دیکھو، بھلا کیا لطف رہ گیا جانیکا؟ مونچھ ہی نہیں بل کا ہے کا؟"

بیگم جنگی۔ (مونچھ غور سے دیکھتے ہوئے) "چلو ہٹو بھی بھلی چنگی تو مونچھیں ہیں۔ بائیں طرف کی ذری بڑی ہے تو اُدھر سے بھی برابر کیے دوں (مسکرا کر) بس دس پندرہ سال عمر کم ہی معلوم ہوگی"

مرزا جنگی (خوش ہو کر) "نہیں واللہ ہمارے سر کی قسم"

بیگم جنگی "قسم ہے حضرت عباس کی درگاہ کی جو دس پندرہ برس عمر کم معلوم ہو رہے تو میرا ذمہ"

مرزا جنگی "تو پھر لاؤنا قینچی، باتیں بنا رہی ہو"

(بیگم قینچی لے آتی ہیں اور مونچھ کترتی ہیں مگر ایسی کہ اب دوسری طرف بڑی ہو گئی)

مرزا جنگی (آئینہ دیکھ کر) "اے کیا غضب کیا......"

بیگم مرزا جنگی (ناک پہ انگلی رکھ کر) "اوئی!"

مرزا جنگی "ارے غضب کیا، تم نے تو اور بھی ستیاناس کر دیا! اور اب......؟"

بیگم مرزا جنگی "تمہیں تو سودا ہو گیا ہے جب ہی تو کسی نے کہا ہے

 کہ اپنی سے ڈگنی عمر کا میاں ٹھیک نہیں. کوئی بات بھی ہو. ذرا
دیکھو غور سے آئینہ لو۔ میری عمر کے لگ بھگ ہی تو ہو گئے تم بھی"

مرزا جنگی (غور سے آئینہ دیکھ کر) "ذرا قینچی تم
ہمیں دو"

(قینچی لیکر دونوں مونچھیں برابر کر لیتے ہیں)

بیگم مرزا جنگی (مسکرا کر) "تمہیں ہماری قسم اب ایسی ہی مونچھیں رکھنا"

مرزا جنگی (خوش ہو کر) "واللہ تمہیں بھی پسند ہیں! ہاتھ سے
(بل دے کر) ٹھیک ہیں نا۔ ہماری قسم کھاؤ۔ ہمارا اترا منہ ہی
دیکھو سچ بتاؤ"

بیگم جنگی "دشمن ہاریوں کا منہ دیکھیں۔ تمہارے سر کی
قسم بس ایسی ہی مونچھیں ٹھیک ہیں بھلا وہ کوئی ڈھنگ
ہے بڑے بڑے شیطانوں کیسی مونچھیں ہیں تو ہمیشہ سے کہتی ہوں
یہی ٹھیک ہیں"

مرزا جنگی (خوش ہو کر) اجی وہ عمر کے بارے میں کیا کہتی
تھیں دو سری باتوں کی قسمیں کھا رہی ہو"

بیگم جنگی "دولی کیا میں جھوٹی ہوں"

مرزا جنگی "اللہ توبہ وہ کچھ تم عمر کے بارے میں بھی تو
کہتی تھیں کہ ...... وہ کچھ ...... ہماری مونچھیں ......

مرزا جنگی

"وہ بڑی مونچھوں سے ہماری عمر کچھ زیادہ معلوم ہوتی تھی......"

بیگم جنگی:۔ "کیوں نہیں آخر فرق ضرور معلوم دے گا۔ بڑی عمر والوں کی بڑی بڑی مونچھیں اور لمبی لمبی ڈاڑھیاں ہوتی ہیں۔ دیکھ لو خود بھی۔ سال ڈیڑھ ایک عمر کم ہی معلوم دے رہی ہے۔"

مرزا جنگی:۔ "ہیں! سال ڈیڑھ ایک! ذرا خدا لگتی کہو......ابھی ابھی دس پندرہ سال بتاتی تھیں۔ میری ساری مونچھیں کٹوا کر اب یوں مکرتی ہو۔ غضب ہے خدا کا! (بگڑ کر) جب ہی تو قسم نہیں کھاتی ہو۔"

بیگم جنگی:۔ "ڈوئی، یہ تمہیں ہوا کیا ہے؟ بات نہ بات لڑے مرتے ہو۔ ہاں کیوں نہیں، جس کی اتنی مونچھیں ہوں دکھنی تک ہماؤ اس کی مونچھیں تراش کر ٹھیک کر کے چھوٹی کر دی جائیں تو آپ ہی معلوم دے گا کہ دس بارہ سال کا فرق ہے۔"

مرزا جنگی (خوش ہو کر) "تم سچ کہتی ہو۔ مونچھوں کی وجہ سے ہماری عمر کچھ زیادہ واقعی معلوم ہوتی ہوگی۔ اور پھر یہ نزلہ نے اور کام کا نہیں رکھا۔ جوانی میں کم بخت سفید کر دیتا ہے۔"

بیگم جنگی (مسکرا کر) تو اب کچھ گوروں کی بھی "کانا گوشی" کی فکر تم کو ہے یا نہیں، پڑوسن بھی کہہ رہی تھیں کہ بوا

تمہارے مرزا جی چُن چُن کے گورا ماریں گے۔"

مرزا جنگی۔ "تیاری تو کرنا تمہارے ہاتھ ہے، سچی کرن والا بٹوا بھر دو۔ باری کے کام والی ڈبیہ میں پان بنا دینا بٹوے کے دلنے کی تھیلی میں چھپا رہے۔ آخر تینوں ہٹیر جائیں گے۔ افیون کی ڈبیہ نہ بھولنا اور وہ...... رڈوئی...... ہاں وہ کیوڑے سے بسا ہوا انچہ بھی تو جائے گا۔"

بیگم جنگی۔ "دولی! یہ سب کچھ تو لڑائی پہ جا رہا ہے۔ کچھ ڈھال تلوار، تیر کمان، ترخ وغیرہ بھی جائے گی یا نہیں؟"

مرزا جنگی۔ "تم بھی کیا آدمی ہو، تلوار نہیں جائے گی تو کیا ہم وہاں گوروں سے کبڈی کھیلنے جا رہے ہیں، ہماری دو لنڈی تلواریں جائیں گی، ہش قبض جائے گا۔ چھوٹی کا بک جائے گی اور ہاں وہ ہماری کمان بھی جائے گی اور ترکش بھی جائے گا۔ دیکھو کمان کا غلاف...... وہ اس میں تکمہ ضرور ٹانک دینا بندوق بھی جائے گی، ہم اُسے وہاں نتہ سے چلوائیں گے۔"

بیگم جنگی۔ "اچھا تو اب میں جاتی ہوں۔ سب چیزیں ٹھیک کرنے!"

(جاتی ہیں)

مرزا جنگی (چونک کر) اے جی......... وہ سُرمہ دانی

مرزا جنگی
اور سلائی نہ بھولنا۔ اچھا"

(ڈراپ)

ایکٹ سوم پہلا سین

(مرزا جنگی کے دیوان خانہ کا دروازہ۔ تنو کھانے کے غلاف میں بندوق لئے کھڑا ہے۔ آمنہ حجام بٹیروں کا کابک اور سامان لئے ہے۔ جمن اپنی بٹیریں اور کابک لیئے ہے۔ پانچ مزدورنیاں اسباب بستر بکس حقہ وغیرہ لیئے کھڑی ہیں۔ تلواریں بھی غالباً بستر ہی میں ہیں۔ کیونکہ کسی کے ہاتھ یا کمر میں دکھائی نہیں دیتیں مرزا جنگی کا انتظار ہو رہا ہے۔ وہ نکلتے ہیں اس سج دھج سے کہ شبنم کا انگرکھا پہنے، دو انگل کی ٹوپی بائیں طرف رکھے بھوؤں اور مونچھوں پر تیل ملے۔ دونوں ہاتھوں میں دو بٹیریں اُن پر رومال پڑا ہوا! آڑا پاجامہ پہنے منہ میں گلوری دبائے۔ داہنے بازو پر امام ضامن کا روپیہ بندھا ہے)

مرزا جنگی "چلو بھئی چلو، پتن صاحب وغیرہ انتظار کر رہے ہونگے"

(حقہ کا دور چل رہا ہے، باتیں ہو رہی ہیں)۔

پتّو صاحب:- اجی قبلہ پہلی منزل تو ختم ہوئی۔ اب آگے چلئے گا یا رات کو یہیں پڑاؤ رہے گا؟"

مرزا جنگی:- "اجی حضرت! لوگ تو بس بے پرکی اڑاتے ہیں، ابھی آیا ہوں نے پیڑ پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھ لیا۔ نہ گورے نہ کالے کوسوں تک پتہ نہیں، کیا کر گئے آگے جا کے۔ بس رات کو یہیں پڑاؤ ہوگا، آدمی ہیں آخر جانور ہیں نہیں۔ اور پھر سپاہی کو تو آرام بھی چاہیے"

نتّن صاحب:- "آ گئے ہوں گے شہر سے ہم لوگ کوئی تیس میل"

پتّن صاحب:- "تیس تو نہیں مگر ہاں بیس پچیس میل تو ضرور آ گئے ہوں گے"

مرزا جنگی:- "پیدل فوج اس سے زیادہ کوچ نہیں کر سکتی۔ یہیں قیام ہوگا۔ لائیے نا حضرت! ذری ہو جائیں دو ایک کشتیاں لائیے کچھ تھیلیاں ــــــــ"

(تھیلیاں بٹیروں کی سب کی لائی گئیں،
مرزا جنگی نے اپنا بٹیر "شہ زور" نکالا اور لڑانے
والے ہو رہے ہیں)۔

آمادہ:- ارے میاں..... ارے، ارے! وہ کون.....

...."

ننّن صاحب "کدھر .... کہاں ......؟"

پتّن صاحب - کیا ہے بے؟ ......"

(مرزا جنگی لمبی گردن کر کے دیکھتے ہیں)

امارو "ارے میاں گورے گورے!"

نتّن صاحب "واللہ ......"

پتّن "اجی حضرت!"

(سب غور سے مٹھی کی دوربین بنا کر دیکھتے ہیں۔ ایک گورا ذرا آگے بڑھتا ہے)

مرزا جنگی (تحقیق کے بعد کہ گورا ہے) "واللہ گورا ...... لانا میری تلوار .... ابے امارو کے بچے تلواریں کدھر رکھ دیں ———؟"

(امارو گھبراہٹ میں ادھر کا اسباب اُدھر پھینکتا ہے مگر تلواریں نہیں ملتیں کمان ہاتھ میں آجاتی ہے)

مرزا جنگی "ابے کمان ہی تو مانگ رہا ہوں۔ ابے تیر کہاں ہیں؟"

نتّن صاحب "واللہ میری کمان کہاں گئی۔ میری بندوق۔ ارے تیر کہاں گئے؟"

دسب کے سب اپنے اپنے ہتھیار ڈھونڈتے
ہیں۔ پتن صاحب کے ہاتھ بندوق آگئی مگر
گز نہ ارد۔ حالانکہ امدو ان کا اسباب نہیں لایا
لیکن گھبراہٹ میں آنا۔ وہی سی پوچھتے ہیں)

پتّن صاحب:۔ ابے امدو کے بچے گز کہاں گیا گز گز
گز۔ ز۔ ز"

امدو:۔" حضور آپ کی چیزیں میں تھوڑی لایا تھا۔
میں کیا جانوں"

پتّن صاحب:۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ بندوق بھی بالکل
فضول چیز ہے"

نبن صاحب:۔" اجی حضت ہ یہ لیجئے میرا گز!"

پتن صاحب۔ (گز لیتے ہیں" تکلف کرتے ہیں") اجی حضت
آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں"

نبّن صاحب:۔" واللہ! لیجئے نا۔ میں تو تلوار سے گورے کے
ٹکڑے کردوں گا۔ آپ تکلف نہ کریں اور گز سے شوق فرمائیں"

پتن صاحب (یہ کہتے ہوئے گز لیتے ہیں) واللہ! آپ تو کانٹوں
میں گھسیٹتے ہیں۔ (گز لے کر) آداب عرض"

(پتن صاحب گز لیتے ہیں اور بندوق کی نال میں
ڈالتے ہیں مگر وہ آدھی دور جاکر رک جاتا ہے

(زور مار کر ٹھونکتے ہیں)

پتن صاحب "واللہ یہ گز اندر کیوں نہیں جاتا ——— ہوں"

(زور لگا کر اندر کرتے ہیں، کوئی چیز ہے جس میں گز اٹکا تھا۔ گز نکال کر بندوق کی نال اٹھتے ہیں اور اس میں سے کمہاری[1] کے گھر کی مٹی نکلتی ہے)

پتن صاحب "واللہ ان کمہاریوں کو دیکھئے حضرت! بندوق کی نال میں گھر بنایا ہے۔"

(گورا اب قریب آجاتا ہے، اور ہلچل مچتی ہے۔ کسی کو فرصت نہیں کہ بندوقیں بھرے، لہذا سب تیر کمان لیتے ہیں۔ بتن خاں صاحب بھی آپہنچے)

بتن خاں "اجی قبلہ میں توپ سے نہ اڑادوں؟"

مرزا جنگی "اماں نہیں، لاحول ولاقوۃ۔ پھر ویسے ہی جم کر ذرا معرکہ کرنا چاہتے ہیں۔"

(گورا سامنے آکھڑا ہوا مگر فاصلے پر مع ایک اور ہندوستانی کے جو اس کے ہمراہ ہے)

---

[1] ایک بھڑ ہوتا ہے جو مٹی کا گھر بنالیتا ہے ۱۲۔

(انگلی سے کچھ بتا رہا ہے)
مرزا جنگی "نبن صاحب لیجئے نا گورے کو۔ زد میں ہے۔
حضرت! تکلف کا ہے کا؟"
نبن صاحب "لیجئے پتو صاحب آپ شوق فرمائیں"
پتو صاحب "اجی حضرت! بتن صاحب لیجئے نا اس اڑلی کو
واللہ"
بتن صاحب "اجی قبلہ! آپ ہی بسم اللہ کیجئے"
پتو صاحب "اجی حضرت! مرزا صاحب لیجئے۔ واللہ جیجے
اس گردن زدنی ــــــ"
مرزا جنگی "واللہ! پتو صاحب آپ"
پتو صاحب (بتن صاحب سے) "واللہ ...... آپ
تکلف کا ہے کا حضرت!"
بتن صاحب (پتو صاحب سے) "واللہ ...... آپ"
پتو صاحب (مرزا جنگی سے) "واللہ ...... آپ"
(مرزا جنگی کو "واللہ آپ مرزا صاحب"
کہہ کر مجبور کر دیا)
مرزا جنگی "آداب عرض ہے۔ آداب عرض ہے آپ
صاحبان! تکلف فرماتے ہیں"
(سب لوگ آداب کرتے ہیں اور پھر کمان اٹھا کر

کمان میں تیر لگاتے ہیں، ادھر ابھی اُنھوں
نے تیر لگایا ہی ہے)

پہلے صاحب: "تمہیں واللہ! مرزا صاحب! کیا شان ہے!"

دوسرے صاحب: "سبحان اللہ"

تیسرے صاحب: "کیا کہنا......"

(مرزا جنگی تیر چلانا ملتوی کرکے آداب عرض آداب عرض کر رہے ہیں۔ پھر اُنھوں نے تیر ہاتھ سے پکڑا اور تحسین کا غلغلہ بلند ہوا اور پھر مرزا صاحب نے جُھک جُھک کر سلام کرنے شروع کر دئے غرض چار پانچ مرتبہ اسی طرح ہوا آخر کو مرزا جنگی نے یا علی کہہ کر گورے کی طرف تیر چھوڑ دیا۔ تیر اُڑ کر تھوڑی ہی دُور پر جا گرا، گورے کو خبر نہ ہوئی۔ شاید اگر وہ خود بندوق سیدھی کر کے لیٹ گیا۔ ہاں تیر کے چھوٹتے ہی غلغلہ بلند ہوا)

سب یک زبان ہو کر: "دہ مارا......"

پہلے صاحب: "سبحان اللہ کیا شان ہے یا علی!"

(تلوار سُونت کر اُچھلتے ہوئے)

ننّن صاحب: "واللہ کیا قادر انداز ہی ہے!"
پتّن صاحب: "کیا کہنا ہے! بھئی مرزا تمہیں واللہ... کیا نشانہ ہے!"

(مرزا جنگی جھک جھک کے سلام کر رہے ہیں. کہ گورے نے ایک گولی دی۔ اُدھر آواز ہوئی کہ سب یک زبان ہو کر چونک پڑے اور ڈر کے لہجہ میں منہ سے نکلا یا علی!)

مرزا جنگی: "اجی حضرت ابّن خاں صاحب! قبلہ ابّن خاں صاحے...... ے...... ب...... توپ توپ۔ توپ تو...... او...... اوپ!"
پتّن صاحب: "توپ۔ توپ۔ توپ۔ تو...... او...... اوپ"
ننّن صاحب: "واللہ توپ...... توپ......"

(ابّن خاں تیزی سے توپ میں شمبا دیتے ہیں مگر وہ رُک جاتا ہے۔ لاحول ولا قوت۔ تیزی سے شمبا نکال کر ہاتھ ڈالتے ہیں اور کچھ اس میں سے گھسیٹ کر نکالتے جو ہیں، تو ایک طوطے کا گھونسلا مع تین چار بچوں کے سب لوگوں کے بیچ میں آ پڑتا ہے۔ اور سب چونک کر یک زبان

ہو کر چھپتے ہیں کہ یا علی۔ ساتھ ہی سامنے سے
دو چار گورے آ جاتے ہیں اور گولیوں کی
بوچھاڑ ہوتی ہے۔ ایک گولی مرزا جھنگی کی
پنڈلی میں لگتی ہے۔ گورے حملہ کر دیتے ہیں
اور سب گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ چھٹن صاحب
ممن صاحب۔ بنّن خاں صاحب وغیرہ بھاگ
جاتے ہیں۔ مرزا جھنگی بوجہ زخمی ہو جانے کے
رہ گئے۔ چیخ رہے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا۔
سب بھاگ گئے)

مرزا جھنگی:۔ اماں! چھٹن صاحب تمہیں واللہ......ابے
امدو کے بچے......ابے چمن......چھٹو صاحب:۔

(میدان صاف ہو جاتا ہے۔ دو تین گورے
مرزا جھنگی کے پاس پہنچتے ہیں اور ایک ان
کے لات مارتا ہے)

مرزا جھنگی:۔ واللہ آپ گورے صاحب، سخت
بد تہذیب ہیں آپ!"

گورا (لات مار کر) ڈیم یو بلڈی سوائن:۔

مرزا جھنگی:۔ اجی حضرت گورے صاحب قبلہ......واللہ

دوسرا گورا:۔ یو سوائن......"

مرزا جنگی: "واللہ گورے صاحب!"
(تینوں گورے بٹیروں کی تھیلیاں دیکھ پاتے
ہیں اور روپے کی تھیلیاں سمجھ کر ایک ایک
سے جھپٹتے ہیں۔ ایک گورا پٹو صاحب کی
تھیلی لیتا ہے)

مرزا جنگی: "اجی حضرت! وہ پٹو صاحب کا جگری ہے...
اے قبلہ! یہ میرا آتش زور ہے۔ ہیں ہیں!...... کیا؟"
(گورے نہایت اطمینان سے روپیوں کے
بجائے بٹیریں پاکر ان کی گردنیں مروڑ مروڑ
جیبوں میں رکھ رہے ہیں اور مرزا جنگی
تڑپ رہے ہیں۔ گورے بٹیریں لے کر
مرزا کو لاتیں مار کر چلے جاتے ہیں)

(ڈراپ)

تیسرا سین

(جان عالم حضرت بادشاہ سلامت
کو انگریز لے گئے ہیں)

(مرزا جنگی اپنے گھر میں زخمی اور مردہ سی
بدتر حالت میں پڑے کراہ رہے ہیں
"ہائے میرا شہ زور" ہائے میرا اقلام شبر!")

لکھنو لٹ گیا۔ بیوی پاس بیٹھی کوس رہی ہیں۔ "ارے جانال رگ گورے۔ تجھے ہیضہ آئے۔ ارے کم بخت گورے تیری قبر میں سے دھواں اٹھے!........ نگوڑے تیری قبر میں کیڑے پڑیں...... "وغیرہ وغیرہ)

(ڈراپ)

پبلشر: حمید الدین نظامی۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں
(یو۔پی)

مرزا جنگی: "واللہ گورے صاحب!"
(تینوں گورے ڈھیروں کی تھیلیاں ہو کے ہاتھ
ہیں اور روپے کی تھ...

۱۰۳ اسد